

ڈیجیٹل دور میں پرائیویسی، نگرانی اور انسانی آزادی: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تنقیدی جائزہ

Privacy, Surveillance, and Human Freedom in the Digital Age: A Critical Analysis in the Light of Islamic Teachings

Muhammad Imran Al Saif

M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, NCBA&E Lahore

Email: gariimransaif@gmail.com / abusalmanimransaif@gmail.com

Dr. Waleed Khan

Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies, GC Woman University
Sialkot

Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

Dr. Mahmood Ahmad

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, NCBA&E, DHA
Campus, Lahore

Email: muftimehmoodahmad@gmail.com

Abstract

This research article critically examines the intersection of privacy, surveillance, and human freedom in the digital age through the lens of Islamic teachings. The rapid expansion of digital technologies -- social media platforms, artificial intelligence, biometric systems, and mass data collection -- has created unprecedented mechanisms of state and corporate surveillance, raising serious ethical and legal concerns regarding individual privacy and personal liberty. Islam, as a comprehensive way of life, established a detailed jurisprudential framework for the protection of privacy fourteen centuries ago, embodied in Qur'anic injunctions against tajassus (spying), ghibah (backbiting), and unauthorized entry into private dwellings, alongside prophetic traditions safeguarding the sanctity of the individual. Employing a qualitative, analytical-critical methodology and drawing on primary Qur'anic and Hadith sources together with classical and contemporary juristic literature, this study evaluates contemporary surveillance practices against Islamic ethical-legal standards. It argues that while Islam permits limited, accountable surveillance for the protection of public interest and prevention of

harm, it categorically prohibits unwarranted intrusion into private life. The study concludes that Islamic principles of proportionality, consent, and respect for human dignity offer a coherent ethical framework capable of informing contemporary digital-privacy legislation and safeguarding human freedom against the excesses of surveillance capitalism and the surveillance state.

Keywords: Privacy; Surveillance; Digital Age; Islamic Jurisprudence; Human Freedom.

تعارف

موجودہ عہد کو بجا طور پر ”ڈیجیٹل دور“ سے موسوم کیا جاتا ہے جس میں انسانی زندگی کا کوئی گوشہ بھی جدید معلوماتی ٹیکنالوجی کے اثرات سے محفوظ نہیں رہا۔ انٹرنیٹ، سمارٹ فون، سوشل میڈیا اور مصنوعی ذہانت پر مبنی نظاموں نے جہاں انسانی زندگی کو سہولت اور رفتار عطا کی ہے وہیں انہی ٹیکنالوجیز نے فرد کی نجی زندگی، اس کے خیالات، عادات اور حرکات و سکنات کو بڑے پیمانے پر جمع کرنے، محفوظ کرنے اور تجزیہ کرنے کا ایک ایسا عالمی نظام تشکیل دے دیا ہے جسے ”نگرانی کا کلچر“ کہا جاتا ہے۔¹

ریاستی ادارے قومی سلامتی کے نام پر اور کارپوریٹ ادارے تجارتی مفادات کے تحت شہریوں کے ڈیجیٹل نقوش کو مسلسل زیرِ نگرانی رکھتے ہیں، جس سے پرائیویسی اور انسانی آزادی جیسے بنیادی حقوق شدید خطرات سے دوچار ہو چکے ہیں۔² اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس نے چودہ سو برس قبل ہی انسانی نجی زندگی کے تحفظ کے لیے ایک جامع اور متوازن فقہی و اخلاقی نظام وضع کیا۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں تجسس، غیبت اور بلا اجازت دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے، جبکہ ساتھ ہی عوامی مصلحت اور امن و امان کے تحفظ کی خاطر محدود اور جائز نگرانی کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے۔³ زیرِ نظر مقالہ اسی تناظر میں ایک تنقیدی جائزہ ہے کہ عصرِ حاضر کے نگرانی کے نظام اسلامی تعلیمات کی کسوٹی پر کس حد تک پورا اترتے ہیں اور اسلام انسانی آزادی و پرائیویسی کے مابین توازن کس طرح قائم کرتا ہے۔ اس تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کی بے پناہ ترقی نے پرائیویسی اور انسانی آزادی کو جن خطرات سے دوچار کیا ہے، ان کا اسلامی فقہی و اخلاقی معیار کے مطابق کیا حل پیش کیا جاسکتا ہے۔ تحقیق کے بنیادی اہداف میں: اول، جدید نگرانی کے طریقہ ہائے کار کا تجزیہ؛ دوم، اسلامی تعلیمات میں پرائیویسی اور آزادی کے تصور کا استخراج؛ اور سوم، دونوں کے تقابلی جائزے کی بنیاد پر عملی سفارشات کی تشکیل شامل ہیں۔⁴

زیرِ نظر مقالہ کوالٹیٹو تحقیقی طریقہ کار پر مبنی ہے جس میں تجزیاتی و تنقیدی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ بنیادی مصادر میں قرآن کریم، صحاح ستہ کی احادیث اور کتب فقہ شامل ہیں، جبکہ ثانوی مصادر میں معاصر علمی کتب، تحقیقی جرائد اور رپورٹس سے استفادہ کیا گیا ہے۔ تحقیق کے دوران اسلامی تعلیمات کو جدید نگرانی کے طریقوں پر منطبق کرتے ہوئے تقابلی و تنقیدی تجزیہ پیش

کیا گیا ہے۔⁵

پرائیویسی اور نگرانی کے موضوع پر مغربی علمی حلقوں میں کافی لٹریچر موجود ہے۔ اس میدان کے متعدد ماہرین نے پرائیویسی کے مختلف پہلوؤں کی درجہ بندی اور تجزیہ پیش کیا ہے،⁶ جبکہ شوٹانا زوبوف کی تحقیق کارپوریٹ نگرانی کے معاشی محرکات پر تفصیلی روشنی ڈالتی ہے، جس کا حوالہ اس مقالے میں آگے دیا جائے گا۔

اسلامی تناظر میں اس موضوع پر نسبتاً کم مربوط تحقیق دستیاب ہے، تاہم ڈاکٹر یوسف قرضاوی، امام ابن حزم اور امام ماوردی کی کلاسیکی فقہی آراء اس ضمن میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں، جن سے اس مقالے میں تفصیلی استفادہ کیا گیا ہے۔ عصری اردو لٹریچر میں چند محققین کی تحقیقات نے اس خلا کو پر کرنے کی کوشش کی ہے، جن پر اس مقالے میں مختلف مقامات پر انحصار کیا گیا ہے۔⁷ بہر حال، اسلامی فقہ اور جدید ڈیجیٹل نگرانی کے مابین براہ راست تقابلی مطالعہ اب بھی ایک نسبتاً نظر انداز شدہ میدان ہے، جسے یہ مقالہ پُر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

پرائیویسی سے مراد وہ حق ہے جو فرد کو اپنی ذاتی زندگی، معلومات اور معاملات پر مکمل اختیار دیتا ہے اور دوسروں کو بلا اجازت ان تک رسائی سے روکتا ہے۔ اسلامی فقہی اصطلاح میں اس کے قریب ترین مفہوم ”ستر“ اور ”حرمتِ نفس“ کی اصطلاحات میں ملتا ہے، جن کا بنیادی مقصد فرد کی عزت و آبرو اور نجی معاملات کی حفاظت ہے۔⁸

”نگرانی“ سے مراد کسی فرد یا گروہ کی سرگرمیوں، مواصلات یا ڈیٹا کی منظم طور پر نگرانی، ریکارڈنگ اور تجزیہ ہے، خواہ یہ ریاستی ادارے کریں یا نجی کمپنیاں۔ فقہی اصطلاح میں اس کے متعلقہ الفاظ ”تجسس“ اور ”تحسس“ استعمال ہوتے ہیں، جن میں پہلا لفظ عموماً منفی معنی میں اور دوسرا کبھی مثبت تلاش کے معنی میں بھی آتا ہے۔⁹ ”انسانی آزادی“ سے مراد فرد کی وہ صلاحیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کے معاملات میں، شرعی اور قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے، خود مختار فیصلے کر سکے۔

پرائیویسی یا رازداری کا تصور مغربی قانونی ادب میں انیسویں صدی کے آخر میں سیمونل وارن اور لوئس براڈائیئر کے مشہور مقالے سے متعارف ہوا جس میں پرائیویسی کو ”تہا چھوڑ دیے جانے کا حق“ قرار دیا گیا۔¹⁰ ڈیجیٹل دور میں یہ تصور مزید وسیع ہو کر ”معلوماتی خود مختاری“ کی شکل اختیار کر گیا ہے، یعنی ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خود فیصلہ کرے کہ اس کی ذاتی معلومات کب، کیسے اور کس حد تک دوسروں کے ساتھ شیئر کی جائیں۔¹¹

عصر حاضر میں پرائیویسی کا تحفظ محض ایک انفرادی خواہش نہیں بلکہ جمہوری معاشروں میں انسانی وقار، آزادی اظہار اور فکری آزادی کی بنیادی ضمانت تصور کی جاتی ہے، کیونکہ جہاں فرد مسلسل زیر نگرانی محسوس کرے وہاں وہ آزادانہ رائے کے اظہار سے گریز کرنے لگتا ہے، جسے نفسیاتی و قانونی ادب میں ”خوف زدہ اثر“ کہا جاتا ہے، اور یہی امر پرائیویسی کو محض ایک ذاتی نہیں بلکہ اجتماعی و جمہوری قدر بھی بناتا ہے۔

موجودہ دور میں نگرانی کے طریقے نہایت پیچیدہ اور غیر محسوس ہو چکے ہیں۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز، تلاش کے انجن، اسمارٹ فونز کے مقامی نظام، چہرہ شناسی ٹیکنالوجی اور بگ ڈیٹا اینالٹکس کے ذریعے کروڑوں افراد کا ڈیٹا روزانہ جمع کیا جاتا ہے۔¹²

ریاستی سطح پر بعض ممالک میں قومی سلامتی کے نام پر شہریوں کی وسیع مواصلاتی نگرانی کے پروگرام قائم کیے گئے ہیں جن کی حقیقت 2013ء میں عالمی سطح پر منظر عام پر آئی۔¹³

کارپوریٹ سطح پر بڑی ٹیکنالوجی کمپنیاں صارفین کے رویے کا ڈیٹا اکٹھا کر کے اسے اشتہاری مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہیں، جسے علمی ادب میں ”نگرانی کا سرمایہ دارانہ نظام“ کا نام دیا گیا ہے، جس میں انسانی تجربہ خود ایک تجارتی خام مال میں تبدیل ہو جاتا ہے، اور صارف اکثر اس عمل سے بے خبر رہتا ہے۔

مصنوعی ذہانت پر مبنی نظام مزید یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ جمع شدہ ڈیٹا سے فرد کی نفسیاتی کیفیت، رجحانات، اور مستقبل کے ممکنہ فیصلوں کی پیش گوئی کریں، جسے ”پیش گوئی کرنے والی نگرانی“ کہا جاتا ہے۔¹⁴ یہ رجحان خاص طور پر تشویشناک ہے کیونکہ اس میں فرد کی رضامندی کے بغیر اس کی شخصیت کا ایک ڈیجیٹل نقش تیار کر لیا جاتا ہے جو نہ صرف اس کی موجودہ نجی زندگی بلکہ اس کے مستقبل کے امکانی رویے تک پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے، جو اسلامی اصولِ کرامتِ انسانی کے منافی ہے۔

قرآن کریم نے پرائیویسی کے تحفظ کے لیے متعدد واضح احکامات نازل فرمائے۔ سورۃ الحجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں، اور تجسس نہ کیا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت کرے۔“¹⁵ اس آیت کریمہ میں تجسس یعنی دوسروں کے پوشیدہ معاملات کی کھوج لگانے، اور غیبت یعنی کسی کی غیر موجودگی میں اس کے عیوب بیان کرنے، دونوں کو واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہے، جو براہِ راست جدید نگرانی کے اس پہلو سے متعلق ہے جس میں افراد کی نجی زندگی کو بلا اجازت مانیٹر کیا جاتا ہے۔

اسی طرح سورۃ النور میں گھروں میں داخل ہونے کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا: ”اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔“¹⁶ یہ حکم اس بنیادی اصول کی نشاندہی کرتا ہے کہ کسی کی نجی جگہ اور معلومات تک رسائی کے لیے اس کی رضامندی اور اجازت لازمی شرط ہے، جو آج کے ڈیجیٹل ماحول میں ”باخبر رضامندی“ کے قانونی اصول سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔¹⁷

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجسس اور جاسوسی کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”تم آپس میں بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، اور تجسس نہ کرو، جاسوسی نہ کرو۔“¹⁸ اسی طرح ایک اور روایت میں ارشاد ہوا کہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کے پوشیدہ عیب کی ٹوہ میں لگا رہے، اللہ تعالیٰ اس کے عیب کی ٹوہ میں لگ جاتا ہے، یہاں تک کہ اسے اس کے گھر کے اندر بھی رسوا کر دیتا ہے۔¹⁹

روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک واقعے میں، جب انہوں نے کسی گھر میں جھانکنے کی کوشش کی تو گھر کے مالک نے یہ کہہ کر احتجاج کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تجسس سے منع فرمایا ہے، جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی غلطی تسلیم کی۔²⁰ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں پرائیویسی کا تحفظ محض ایک اخلاقی نصیحت نہیں بلکہ عملی سطح پر

بھی نافذ العمل اصول ہے جو ریاستی حکمرانوں پر بھی یکساں لاگو ہوتا ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے تجسس کو کبیرہ گناہ شمار کیا ہے اور اسے حکمرانوں کے لیے بھی ممنوع قرار دیا ہے سوائے اس کے کہ کسی خاص شخص کے بارے میں فساد یا جرم کا قوی قرینہ موجود ہو۔²¹ امام ماوردی نے ریاستی نگرانی کے جواز کو صرف اس حد تک محدود کیا ہے جہاں امن عامہ اور عوامی مصلحت کا تقاضا ہو، اور اسے عمومی بنیادوں پر تمام شہریوں پر لاگو کرنے سے منع کیا ہے۔²²

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں تجسس اور غیبت سے متعلق احادیث کی شرح کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ تجسس کی ممانعت کا تعلق ان معاملات سے ہے جو فرد نے پردہ پوشی میں رکھے ہوں، جبکہ ظاہر اور علانیہ گناہوں پر گرفت کرنا اس ممانعت میں داخل نہیں۔²³ اس تفصیل سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے نگرانی کا معیار فرد کے فعل کا ظاہر یا مخفی ہونا ہے، نہ کہ محض ریاستی یا کارپوریٹ سہولت۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء علوم الدین میں ستر العیوب یعنی عیوب کی پردہ پوشی کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے اور اسے معاشرتی تعلقات کے استحکام کے لیے ضروری خیال کیا ہے۔²⁴ یہ اصول اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اسلامی معاشرتی فلسفہ محض قانونی پابندی ہی نہیں بلکہ ایک اخلاقی و روحانی قدر کے طور پر پرائیویسی کے تحفظ کو فروغ دیتا ہے، جو جدید سیکولر پرائیویسی قوانین میں عموماً مفقود ہے۔

امام شاطبی کے مقاصد شریعہ کے نظریے کی روشنی میں پرائیویسی کا تحفظ مقصد حفظ عرض کے ذیل میں آتا ہے، جو مقاصد خمسہ میں سے ایک اہم مقصد ہے۔ اس نقطہ نظر سے جو بھی عمل، چاہے وہ ریاستی ہو یا کارپوریٹ، فرد کی عزت و آبرو یا نجی زندگی کو بلا جواز نقصان پہنچائے، وہ مقاصد شریعہ سے متصادم تصور ہو گا۔²⁵

معاصر مقاصد فقہاء نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ ڈیجیٹل دور میں پرائیویسی کا تحفظ محض ایک انفرادی معاملہ نہیں بلکہ اجتماعی مصلحت عامہ کا حصہ بن چکا ہے، کیونکہ اجتماعی نگرانی کے نظام پورے معاشرے کے اعتماد اور استحکام کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔²⁶ اسی بنا پر مقاصد شریعہ کا اطلاق انفرادی و اجتماعی دونوں سطحوں پر پرائیویسی کے تحفظ کو لازم قرار دیتا ہے۔²⁷

پرائیویسی کا تصور محض اسلامی روایت تک محدود نہیں بلکہ دیگر مذاہب اور تہذیبوں میں بھی اس کی کچھ نہ کچھ صورت موجود رہی ہے۔ یہودی روایت میں نجی معاملات میں دخل اندازی اور پڑوسی کے گھر میں جھانکنے سے روکا گیا ہے، جسے ”نظر کے ذریعے نقصان“ کی ممانعت کہا جاتا ہے۔²⁸ عیسائی روایت میں بھی انفرادی ضمیر اور نجی اعتراف کی حرمت کو خاص اہمیت دی گئی ہے، خصوصاً کیتھولک روایت میں رازدارانہ اعتراف کی رازداری مذہبی طور پر لازم قرار دی گئی ہے۔²⁹

مشرقی تہذیبوں، خصوصاً کنفیوشس ازم میں، خاندانی اکائی کی نجی زندگی کے احترام پر زور دیا گیا ہے، تاہم انفرادی

پرائیویسی کا تصور اجتماعی مصلحت کے تابع رہا ہے۔³⁰ اس تقابلی جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام نے پرائیویسی کے تحفظ کو نہ صرف ایک اخلاقی قدر بلکہ ایک قابلِ نفاذ قانونی حق کی حیثیت دی، جس میں انفرادی و اجتماعی دونوں پہلوؤں کے مابین ایک متوازن نظام تشکیل دیا گیا، جو بعض دیگر روایات کے مقابلے میں زیادہ جامع اور قابلِ عمل معلوم ہوتا ہے۔³¹

اقوام متحدہ کے عالمی اعلامیہ انسانی حقوق کی دفعہ 12 اور بین الاقوامی معاہدہ برائے شہری و سیاسی حقوق کی دفعہ 17 میں ہر فرد کو من مانی یا غیر قانونی مداخلت سے نجی زندگی، خاندان، گھر اور مراسلت کے تحفظ کا حق دیا گیا ہے۔³² یہ دفعات اصولی طور پر اسلامی تعلیمات سے کافی مطابقت رکھتی ہیں، خصوصاً قرآن کریم کی ان آیات سے جو گھروں میں بلا اجازت داخلے اور تجسس کی ممانعت کرتی ہیں۔

قاہرہ اعلامیہ برائے انسانی حقوق اسلام میں بھی ہر فرد کو اپنی نجی زندگی کے تحفظ کا حق حاصل ہے، جس میں رہائش، خاندانی معاملات، مال اور مراسلات شامل ہیں، اور ریاست کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ فرد کو غیر قانونی نگرانی سے محفوظ رکھے۔³³ تاہم بین الاقوامی اسناد میں پرائیویسی کے حق کو بنیادی طور پر ایک سیکولر قانونی تصور کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جبکہ اسلامی نقطہ نظر اسے ایک عبادت اور اخلاقی ذمہ داری سے بھی جوڑتا ہے، جس سے اس کی پاسداری میں ایک روحانی محرک بھی شامل ہو جاتا ہے۔³⁴

فقہائے کرام نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ اصولی طور پر ہر مسلمان کی نجی زندگی، اس کا گھر، اس کی گفتگو اور اس کے پوشیدہ معاملات محترم اور ناقابلِ تجاوز ہیں، اور ان میں مداخلت کے لیے کسی قوی شرعی دلیل یا ظاہری قریبہ جرم کا ہونا ضروری ہے۔³⁵ فقہی اصول کے مطابق نجی معاملات میں مداخلت کی حرمت اصل ہے الا یہ کہ کوئی شرعی مصلحت اسے لازم قرار دے۔³⁶

اس اصول کی روشنی میں عصر حاضر کی بلا امتیاز اجتماعی نگرانی، جس میں پوری آبادی کا ڈیٹا بلا کسی مخصوص شعبے کے جمع کیا جاتا ہے، اسلامی اصولِ تجسس کے صریح خلاف ہے، کیونکہ یہاں نگرانی کی بنیاد کسی ثبوت یا قرینے پر نہیں بلکہ محض امکانی خطرے پر رکھی جاتی ہے، جسے اسلامی فقہ بلا جواز بدگمانی کی بنیاد پر اقدام قرار دیتی ہے۔³⁷

اسلام میں انسانی آزادی کو ایک بنیادی فطری حق تسلیم کیا گیا ہے جسے مقاصدِ شریعہ میں حریتِ انسانی کے عنوان سے بیان کیا جاتا ہے۔ مقاصدِ خمسہ میں جن پانچ بنیادی مصالح کے تحفظ کو شریعت کا مقصود قرار دیا گیا ہے ان میں دین، جان، عقل، نسل اور مال کا تحفظ شامل ہیں، اور علماء نے حفظِ عرض یعنی عزت و آبرو کے تحفظ کو بھی انہی مقاصد میں شمار کیا ہے۔³⁸

اسلامی تصورِ آزادی مطلق العنان آزادی نہیں بلکہ ذمہ دارانہ آزادی ہے جو دوسروں کے حقوق اور معاشرتی مصلحت کے دائرے میں محدود رہتی ہے۔ اسی طرح فکری آزادی اور اظہارِ رائے کی آزادی کو اسلام تسلیم کرتا ہے بشرطیکہ اس سے کسی کی عزت، جان یا معاشرتی امن کو نقصان نہ پہنچے۔³⁹

اسلام میں آزادیِ ضمیر و اعتقاد کو بھی بنیادی حیثیت حاصل ہے، اور قرآن کریم نے ”دین میں کوئی جبر نہیں“ کا اصول واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔⁴⁰ یہ اصول اس امر کی دلیل ہے کہ اسلام فرد کی داخلی و فکری زندگی میں کسی بھی جبری مداخلت کو ناپسند کرتا ہے، اور نگرانی کے ایسے نظام جو فرد کے عقائد، خیالات یا نجی سوچ کی چھان بین کریں، اسلامی اصولِ آزادیِ ضمیر سے متصادم تصور کیے جائیں گے۔

عصرِ حاضر میں متعدد ریاستیں قومی سلامتی کے نام پر ایسے وسیع نگرانی کے پروگرام چلا رہی ہیں جن میں شہریوں کی نجی مواصلات، مالی لین دین اور نقل و حرکت کا ڈیٹا بلا امتیاز جمع کیا جاتا ہے۔⁴¹ اسلامی معیار کے مطابق یہ طرزِ عمل اس وقت تک ناجائز ہے جب تک کہ یہ کسی متعین اور حقیقی خطرے کے تدارک کے لیے، متناسب انداز میں اور شفاف قانونی ضابطے کے تحت انجام نہ دیا جائے۔⁴²

کارپوریٹ نگرانی کا معاملہ بھی اسلامی اصولِ رضامندی کی روشنی میں قابلِ اعتراض ہے، کیونکہ اکثر صارفین کو مبہم اور طویل رضامندی کی شرائط کے ذریعے ایسے معاہدوں پر دستخط کرایا جاتا ہے جن کا مکمل فہم عام صارف کے لیے ممکن نہیں ہوتا، جو اسلامی معاہدے کی بنیادی شرط یعنی باخبر رضامندی کے منافی ہے۔⁴³

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اسلام مطلق طور پر نگرانی کا مخالف نہیں بلکہ عوامی مصلحت، جرائم کی روک تھام اور فتنہ و فساد کے سد باب کے لیے متناسب اور جوابدہ نگرانی کی اجازت دیتا ہے، جیسا کہ خلفائے راشدین کے دور میں محتسب کا ادارہ بازاروں میں دھوکہ دہی روکنے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔⁴⁴

ریاستی نگرانی کی متعدد اقسام میں شہری علاقوں میں وسیع پیمانے پر نصب سی سی ٹی وی کیمرے، چہرہ شناسی نظام، اور شہریوں کے بائیومیٹرک ڈیٹا بیس شامل ہیں۔ بعض ممالک میں تو ”سماجی کریڈٹ“ کے نظام کے تحت شہریوں کے سماجی و مالیاتی رویے کی جامع نگرانی کر کے انہیں درجہ بندی دی جاتی ہے، جو انسانی آزادی پر ایک سنگین تجاوز تصور کیا جاتا ہے۔⁴⁵

اس کے برعکس یورپی یونین کے عمومی ڈیٹا تحفظ ضابطے نے شہریوں کی رضامندی، ڈیٹا کی حفاظت اور معلوماتی خود مختاری کو قانونی تحفظ فراہم کیا ہے، جسے عالمی سطح پر ڈیٹا پرائیویسی قانون سازی کے لیے ایک نمونہ تصور کیا جاتا ہے، اور جس کے بنیادی اصول، یعنی تناسب اور رضامندی، اسلامی اصولوں سے کافی مماثلت رکھتے ہیں۔⁴⁶

کیبرج اینالٹیکا کا معاملہ اس امر کی واضح مثال ہے کہ کس طرح کروڑوں صارفین کا ذاتی ڈیٹا ان کی رضامندی کے بغیر سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا، جس نے عالمی سطح پر ڈیٹا پرائیویسی کے قوانین سخت کرنے کی راہ ہموار کی۔⁴⁷ اسلامی اصولِ امانت کی روشنی میں صارف کا ڈیٹا اس کی امانت ہے جسے بلا اجازت استعمال کرنا خیانت کے زمرے میں آتا ہے، اور امین کو امانت میں خیانت کرنے سے قرآن کریم نے واضح الفاظ میں منع فرمایا ہے۔⁴⁸

پاکستان میں الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کا قانون ڈیجیٹل جرائم کی روک تھام کے لیے نافذ کیا گیا، تاہم اس کے بعض

دفعات پر شہری آزادیوں اور اظہارِ رائے کی آزادی کو محدود کرنے کے حوالے سے تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے۔⁴⁹

آئین پاکستان کی دفعہ 14 شہریوں کے وقارِ انسانی اور نجی زندگی کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہے، جو اسلامی اصولِ حفظِ عرض سے ہم آہنگ ہے، تاہم عملی سطح پر نگرانی کے قوانین کو اسلامی اصولِ تناسب اور جوابدہی سے مزید ہم آہنگ بنانے کی ضرورت ہے۔⁵⁰

مصنوعی ذہانت پر مبنی الگورتھمک نگرانی کے نظام، جیسے چہرہ شناسی، طرزِ عمل کا تجزیہ اور پیش گوئی کرنے والے پولیسنگ سسٹمز، بغیر کسی موثر انسانی نگرانی کے خود کار فیصلے کرتے ہیں، جو بسا اوقات امتیازی سلوک اور غلط شناخت کا باعث بنتے ہیں۔⁵¹ فقہی نقطہ نظر سے ایسے خود کار نظاموں پر انحصار کرتے ہوئے کسی فرد کو مجرم یا مشکوک قرار دینا، جبکہ اس کے خلاف کوئی واضح اور یقینی دلیل موجود نہ ہو، اصولِ براتِ اصلی کے منافی ہے۔⁵²

لہذا اسلامی فقہی معیار کے مطابق مصنوعی ذہانت پر مبنی نگرانی کے نظاموں کا استعمال اس وقت تک مشروع نہ ہو نا چاہیے جب تک ان کے فیصلوں پر انسانی نگرانی اور جوابدہی کا موثر طریقہ کار موجود نہ ہو، تاکہ کسی بے گناہ فرد پر محض الگورتھم کی غلطی کی بنا پر ظلم نہ ہو۔⁵³

تحقیق کے نتائج

اس تحقیق سے حسب ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. اسلام نے چودہ صدیاں قبل ہی پرائیویسی کے تحفظ کا ایک جامع فقہی و اخلاقی نظام پیش کیا جو تجسس، غیبت اور بلا اجازت مداخلت کی ممانعت پر مبنی ہے۔
2. اسلام مطلق نگرانی کا مخالف نہیں بلکہ متناسب، مصلحت پر مبنی اور جوابدہ نگرانی کی اجازت دیتا ہے۔
3. عصرِ حاضر کے بیشتر ریاستی و کارپوریٹ نگرانی کے نظام، بالخصوص بلا امتیاز اجتماعی نگرانی اور غیر شفاف رضامندی کے طریقے، اسلامی اصولوں سے متصادم پائے گئے۔
4. بین الاقوامی انسانی حقوق کے اسناد اور اسلامی تعلیمات کے مابین پرائیویسی کے حوالے سے خاصی مطابقت موجود ہے، تاہم اسلامی نقطہ نظر اسے ایک اضافی اخلاقی و روحانی جہت بھی عطا کرتا ہے۔
5. مصنوعی ذہانت پر مبنی الگورتھمک نگرانی ایک نیا اور سنگین چیلنج ہے جس کے لیے مخصوص فقہی رہنما اصولوں کی تشکیل ناگزیر ہے۔⁵⁴

تجاویز

1. اس تحقیق کی روشنی میں تجویز کیا جاتا ہے کہ ڈیجیٹل قانون سازی میں اسلامی اصولِ تناسب کو بنیاد بنایا جائے، یعنی نگرانی کا دائرہ اسی قدر ہو جتنا حقیقی خطرے کے تدارک کے لیے ناگزیر ہو، نہ کہ اس سے زائد۔⁵⁵
2. مزید برآں شفافیت، جوابدہی اور عدالتی نگرانی کے میکانزم کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ ریاستی و کارپوریٹ اداروں کی

جانب سے اختیارات کے ناجائز استعمال کا سد باب ہو سکے، اور صارفین کی رضامندی کو واضح، باخبر اور قابل رجوع بنایا جائے، جو اسلامی اصولِ رضا کے عین مطابق ہے۔⁵⁶

3. دینی مدارس، جامعات اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام میں ڈیجیٹل خواندگی اور اسلامی نقطہ نظر سے پرائیویسی کے تحفظ سے متعلق شعور اجاگر کرنا ناگزیر ہے، تاکہ عام مسلمان ڈیجیٹل ماحول میں اپنی نجی معلومات کے تحفظ کے بارے میں باشعور فیصلے کر سکیں اور بلا سوچے سمجھے رضامندی دینے سے گریز کریں۔⁵⁷

4. انفرادی سطح پر ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی نجی معلومات کے تبادلے میں احتیاط برتے، سوشل میڈیا پر ذاتی زندگی کی غیر ضروری تفصیلات شیئر کرنے سے گریز کرے، اور ڈیجیٹل رازداری کی ترتیبات سے بھرپور آگاہی حاصل کرے، کیونکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی عزت و آبرو کی حفاظت خود فرد کی بھی ذمہ داری ہے۔⁵⁸

5. زیرِ نظر مقالہ بنیادی طور پر کتابی و تجزیاتی طریقہ کار پر مبنی ہے اور اس میں میدانی تحقیق شامل نہیں کی گئی، لہذا اس کے نتائج کو عمومی رجحانات کے تجزیے تک محدود سمجھا جائے۔ مزید برآں، عالمی سطح پر نگرانی کی ٹیکنالوجی مسلسل تبدیل ہو رہی ہے، اس لیے مستقبل کی تحقیق میں مصنوعی ذہانت پر مبنی جدید ترین نگرانی کے نظاموں کا تفصیلی فقہی جائزہ لینے کی ضرورت ہوگی۔⁵⁹

6. مستقبل میں اس موضوع پر تقابلی فقہی مطالعہ، مختلف مسالک کے زاویے ہائے نظر کا جائزہ، اور مسلم ممالک میں نافذ العمل ڈیجیٹل قوانین کا اسلامی معیار پر تفصیلی تنقیدی تجزیہ کیا جاسکتا ہے، جو اس مقالے کے دائرہ کار سے باہر ہے۔

خلاصہ بحث

زیرِ نظر مقالے میں ڈیجیٹل دور کے پرائیویسی، نگرانی اور انسانی آزادی سے متعلق مسائل کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اسلام نے چودہ صدیاں قبل ہی پرائیویسی کے تحفظ کا ایک جامع، متوازن اور قابل عمل نظام پیش کیا، جس کی بنیاد قرآن کریم کی آیات تجسس و غیبت اور احادیثِ نبویہ پر رکھی گئی ہے۔⁶⁰ اسلام نے جہاں فرد کی نجی زندگی کو مقدس اور ناقابل تجاوز قرار دیا وہیں ریاست کو عوامی مصلحت کی خاطر متناسب اور جوابدہ نگرانی کی مشروط اجازت بھی دی۔ عصر حاضر کے بلا امتیاز اجتماعی نگرانی کے نظام، خواہ وہ ریاستی ہوں یا کارپوریٹ، اسلامی اصولِ تناسب، رضامندی اور جوابدہی سے متصادم پائے گئے۔ محقق کی رائے میں جدید ڈیجیٹل رازداری کی قانون سازی اسلامی مقاصدِ شریعہ، بالخصوص حفظِ عرض اور حریتِ انسانی، سے استفادہ کر کے زیادہ متوازن اور انسان دوست بنائی جاسکتی ہے۔⁶¹ لہذا تجویز کیا جاتا ہے کہ مسلم ممالک اپنے ڈیجیٹل قوانین میں اسلامی اصولِ تناسب، رضا اور جوابدہی کو بنیادی معیار کے طور پر شامل کریں، اور بین الاقوامی سطح پر بھی اسلامی اصولِ پرائیویسی سے استفادہ کیا جائے تاکہ نگرانی کے نظام انسانی وقار اور آزادی کے منافی نہ ہوں۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).

حواشی و حوالہ جات

- ¹ ڈاکٹر سید نعیم الرحمن، ڈیجیٹل عہد اور انسانی حقوق (لاہور: مقتدرہ قومی زبان، 2019ء)، ص 45۔
- ² شوشتا ناز بوف، دی ایچ آف سرونلنس پیپٹلزم، مترجم عبدالباسط (کراچی: اکادمی بازیافت، 2021ء)، ص 112۔
- ³ القرآن الکریم، سورۃ الحجرات 49: 12۔
- ⁴ ڈاکٹر سید نعیم الرحمن، ڈیجیٹل عہد اور انسانی حقوق (لاہور: مقتدرہ قومی زبان، 2019ء)، ص 12۔
- ⁵ پروفیسر عابد حسین، سائبر قانون: تصورات و اطلاقات (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2020ء)، ص 19۔
- ⁶ ڈاکٹر طارق محمود، معلوماتی قانون اور رازداری (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2018ء)، ص 34۔
- ⁷ ڈاکٹر سید نعیم الرحمن، ڈیجیٹل عہد اور انسانی حقوق، ص 51؛ پروفیسر عابد حسین، سائبر قانون: تصورات و اطلاقات، ص 58۔
- ⁸ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد 7، ص 5470۔
- ⁹ ابن منظور، لسان العرب، مادہ 'جسس'، جلد 6 (بیروت: دار صادر، 1414ھ)، ص 34۔
- ¹⁰ ڈاکٹر طارق محمود، معلوماتی قانون اور رازداری (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2018ء)، ص 22۔
- ¹¹ پروفیسر عابد حسین، سائبر قانون: تصورات و اطلاقات (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2020ء)، ص 67۔
- ¹² ڈاکٹر سید نعیم الرحمن، ڈیجیٹل عہد اور انسانی حقوق، ص 78۔
- ¹³ پروفیسر عابد حسین، سائبر قانون: تصورات و اطلاقات، ص 91۔
- ¹⁴ شوشتا ناز بوف، دی ایچ آف سرونلنس پیپٹلزم، ص 157۔
- ¹⁵ القرآن الکریم، سورۃ الحجرات 49: 12۔
- ¹⁶ القرآن الکریم، سورۃ النور 24: 27۔
- ¹⁷ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد سوم (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2015ء)، ص 314۔
- ¹⁸ امام محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، کتاب الادب، حدیث نمبر 6064 (بیروت: دار طوق النجاة، 2001ء)، ص 892۔
- ¹⁹ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، حدیث نمبر 4888 (دمشق: دار الرسالۃ العالمیہ، 2009ء)، ص 456۔
- ²⁰ امام مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، حدیث نمبر 2563 (ریاض: دار السلام، 2000ء)، ص 1123۔
- ²¹ امام ابن حزم، المحلی بالآثار، جلد 11 (بیروت: دار الفکر، 1988ء)، ص 138۔
- ²² امام ابوالحسن الماوردی، الاحکام السلطانیۃ (قاہرہ: دار الحدیث، 2006ء)، ص 259۔

- ²³ امام یحییٰ بن شرف نووی، شرح صحیح مسلم، جلد 16 (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1392ھ)، ص 135۔
- ²⁴ امام ابو حامد غزالی، احیاء علوم الدین، جلد 3 (بیروت: دار المعرفہ، بلا تاریخ)، ص 178۔
- ²⁵ امام ابواسحاق شاطبی، الموافقات فی اصول الشریعہ، جلد 2، ص 20۔
- ²⁶ ڈاکٹر یوسف قرضاوی، الحلال والحرام فی الاسلام، ص 295۔
- ²⁷ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد 7، ص 5490۔
- ²⁸ ڈاکٹر طارق محمود، معلوماتی قانون اور رازداری، ص 245۔
- ²⁹ ڈاکٹر طارق محمود، معلوماتی قانون اور رازداری، ص 248۔
- ³⁰ ڈاکٹر طارق محمود، معلوماتی قانون اور رازداری، ص 252۔
- ³¹ ڈاکٹر سید نعیم الرحمن، ڈیجیٹل عہد اور انسانی حقوق، ص 160۔
- ³² اقوام متحدہ، عالمی اعلامیہ انسانی حقوق، 1948ء، دفعہ 12؛ بین الاقوامی معاہدہ برائے شہری و سیاسی حقوق، 1966ء، دفعہ 17۔
- ³³ قائمہ اعلامیہ برائے انسانی حقوق اسلام، 1990ء، دفعہ 18۔
- ³⁴ ڈاکٹر یوسف قرضاوی، الحلال والحرام فی الاسلام، ص 305۔
- ³⁵ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ (اردو ترجمہ)، جلد 7 (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2010ء)، ص 5480۔
- ³⁶ امام جلال الدین سیوطی، الاشباہ والنظائر (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1990ء)، ص 60۔
- ³⁷ ڈاکٹر یوسف قرضاوی، الحلال والحرام فی الاسلام، مترجم خلیل احمد حامدی (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 2016ء)، ص 289۔
- ³⁸ امام ابواسحاق شاطبی، الموافقات فی اصول الشریعہ، جلد 2 (بیروت: دار المعرفہ، 1997ء)، ص 8۔
- ³⁹ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور: اسلامی قانون کے مختلف پہلو (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2012ء)، ص 176۔
- ⁴⁰ القرآن الکریم، سورۃ البقرہ 2: 256۔
- ⁴¹ ڈاکٹر سید نعیم الرحمن، ڈیجیٹل عہد اور انسانی حقوق، ص 133۔
- ⁴² پروفیسر عابد حسین، سائبر قانون: تصورات واطلاعات، ص 145۔
- ⁴³ شوٹا نازو بوف، دی ایچ آف سروسٹیلز، ص 201۔
- ⁴⁴ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، ص 210۔
- ⁴⁵ شوٹا نازو بوف، دی ایچ آف سروسٹیلز، مترجم عبدالباسط (کراچی: اکادمی بازیافت، 2021ء)، ص 244۔
- ⁴⁶ ڈاکٹر طارق محمود، معلوماتی قانون اور رازداری (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2018ء)، ص 88۔
- ⁴⁷ پروفیسر عابد حسین، سائبر قانون: تصورات واطلاعات، ص 167۔
- ⁴⁸ القرآن الکریم، سورۃ النساء 4: 58۔

- ⁴⁹ ڈاکٹر طارق محمود، معلوماتی قانون اور رازداری، ص 210۔
- ⁵⁰ دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973ء، دفعہ 14۔ بحوالہ: ڈاکٹر طارق محمود، معلوماتی قانون اور رازداری، ص 219۔
- ⁵¹ پروفیسر عابد حسین، سائبر قانون: تصورات و اطلاقات، ص 175۔
- ⁵² امام جلال الدین سیوطی، الاشیاء والنظائر، ص 63۔
- ⁵³ ڈاکٹر سید نعیم الرحمن، ڈیجیٹل عہد اور انسانی حقوق، ص 255۔
- ⁵⁴ شوٹاناز و بوف، دی ایچ آف سر ویلنس پیپیشلز، ص 310۔
- ⁵⁵ ڈاکٹر یوسف قرضاوی، الحلال والحرام فی الاسلام، ص 301۔
- ⁵⁶ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد 7، ص 5502۔
- ⁵⁷ پروفیسر عابد حسین، سائبر قانون: تصورات و اطلاقات، ص 198۔
- ⁵⁸ ڈاکٹر طارق محمود، معلوماتی قانون اور رازداری، ص 260۔
- ⁵⁹ ڈاکٹر سید نعیم الرحمن، ڈیجیٹل عہد اور انسانی حقوق، ص 249۔
- ⁶⁰ القرآن الکریم، سورۃ الحجرات 49: 12؛ سورۃ النور 24: 27۔
- ⁶¹ امام ابواسحاق شاطبی، الموافقات فی اصول الشریعہ، جلد 2، ص 10۔